CamScanner

د۔ سننِ ابنِ ماجہ کے مؤلف نے کس سنِ ہجری میں وفات پائی؟

i۔303ھ ii۔273ھ iii۔279ھ iv۔252ھ

و۔ الکافی کے مصنف کون تھے۔

i۔محمد بن یعقوب الکلینی ii۔امام ابوعبداللہ محمد بن یزید iii۔امام عبدالرحمٰن بن شعیب iv۔امام ابوعیسیٰ

و۔ حدیث شریف کے مطابق کون سا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا؟

i۔والدین کا نافرمان ii۔رشتہ داروں سے تعلق توڑنے والا iii۔وقت پر نماز ادا نہ کرنے والا iv۔جھوٹ بولنے والا

د۔ حدیثِ مبارکہ کے مطابق ایمان کا بہترین وزیر کون ہے؟

i۔عقل ii۔علم iii۔جہاد iv۔نماز

سرگرمی

معلم/معلمہ، طلباء/طالبات کو لائبریری لے جا کر اُن سے کتبِ صحاح ستہ کا تعارف کروائے۔

باب ششم

اسلامی علوم اور مسلمانوں کی خدمات

تدریسی مقاصد

اس سبق کے پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

وہ علم فلسفہ، علم کلام اور دیگر سائنسی علوم سے اس طرح باخبر ہو جائیں کہ ان علوم میں مزید پیش رفت اور جدیدیت کا حوصلہ پا سکیں۔

1. علمِ فلسفہ

اشیاء کے حقیقی اسباب کے علم کو فلسفہ کہا جاتا ہے۔ عربوں نے اس علم کو یونان سے حاصل کیا اور پھر اسے اوجِ کمال تک پہنچایا۔

مسلمانوں کی خدمات:

مسلمانوں نے علمِ فلسفہ پر بہت سی تحقیقات کیں۔ اس دور میں اسلامی ممالک علم کا گڑھ ہوا کرتے تھے۔ کئی مسلمان ماہرینِ علمِ فلسفہ نے اس موضوع پر بہت سی کتابیں لکھیں۔ اس علم کی ابتداء یونان سے ہوئی مگر عرب مسلمانوں نے اس پر سیر حاصل تحقیقات کیں اور اسے اوجِ کمال تک پہنچایا۔

مشہور مسلم فلاسفہ:

ماضی میں مسلمانوں میں بہت سے مشہور ماہرینِ فلسفہ گزرے ہیں، ان میں سے چند ایک کا تعارف درج ذیل ہے

یعقوب الکندی:

یعقوب بن اسحاق الکندی نویں صدی عیسوی میں دربارِ عباسی میں نمایاں حیثیت رکھتا تھا۔ اسلام میں اس کے سوا فلسفی کے لقب سے کوئی

اور ملقب نہ ہوا۔ وہ علمِ طب، ریاضی، فلسفہ اور منطق کا ماہر تھا اور اس نے مختلف علوم پر 282 کتابیں لکھیں جن میں سے بعض میں اس نے یونانی حکماء کی غلطیوں کی نشاندہی بھی کی۔

الفارابی:

مسلمانوں میں دوسرا مشہور فلسفی محمد ابو نصر الفارابی تھا اس نے افلاطون اور ارسطو کے فلسفہ اور اسلامی تصوف میں امتزاج پیدا کیا۔ اس کا لقب معلم ثانی ہے۔ فلسفہ کے علاوہ اس نے سیاسیات پر فصوص الحکم" رسالہ فی آراء اہل المدینہ والفاضلۃ" اور "سیاست المدینہ" جیسی بلند پایہ کتب تحریر کیں۔ فارابی طب اور ریاضی میں بھی ید طولیٰ رکھتا تھا۔

بوعلی سینا:

ان کا پورا نام ابو علی حسین بن عبداللہ بن سینا ہے۔ آپ بخارا کے قریب ایک گاؤں "افشنہ" میں ۹۸۰ء میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے بخارا میں اپنی ابتدائی تعلیم حاصل کی اور دس سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ انہوں نے اپنے دور کے مشہور فلسفی عبداللہ سے منطق، فلسفہ اور دیگر علوم حاصل کیے۔ سترہ سال کی عمر میں انہوں نے ادویہ میں اتنی مہارت حاصل کر لی کہ ان کی شہرت دور دور تک پھیل گئی اور اسی عمر میں انہوں نے شاہِ بخارا نوح بن منصور کا علاج کیا جس کے علاج سے پورے ملک کے اطباء اور حکماء نا امید ہو چکے تھے۔ آپ نے اس کا کامیابی سے علاج کیا۔ اپنی تندرستی پر شاہ نے انہیں انعام دینے کی پیشکش کی مگر انہوں نے صرف شاہِ بخارا کی منفرد لائبریری استعمال کرنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے اجازت ملنے پر لائبریری سے استفادہ کیا۔

وہ اپنے وقت کے مشہور اور حاذق طبیب، فلسفی، ریاضی دان اور ماہرِ فلکیات تھے۔ انہوں نے بہت سی کتابیں لکھیں جن میں زیادہ تر طب کے موضوع پر لکھی گئیں۔ اس سلسلے میں آپ کی مشہور کتاب "کتاب القانون" ہے جو آج بھی مستند خیال کی جاتی ہے۔ وہ 1037ء میں ایران کے شہر ہمدان میں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہوئے۔

ملا صدرا شیرازی:

ان کا پورا نام صدرالدین شیرازی ہے۔ مسلم دنیا میں گزشتہ چار سو سال میں یہ ایک اہم اور سب سے زیادہ اثر رکھنے والے فلسفی تھے۔ انہوں نے چالیس سے زیادہ کتابیں لکھیں۔ ایران میں سولہویں اور سترہویں صدی میں انہوں نے فلسفہ پر بہت کام کیا۔ صدرالدین نے فلسفہ کے موضوع پر بہت سی کتابیں لکھیں جن میں سے سب سے اہم کتاب "الحکمۃ المتعالیہ فی الاسفار الاربعۃ العظیمہ" ہے جو اس وقت کی طباعت میں نو جلدوں پر مشتمل ہے اور ان کے فلسفیانہ خیالات کی ایک مکمل پیشکش ہے۔

2. علمِ کلام:

علم کلام کی تعریف:

صاحب کشف الظنون کہتے ہیں کہ علم الکلام وہ علم ہے جس کے ذریعہ انسان کو یہ قدرت حاصل ہوتی ہے کہ وہ استدلال و براہین قائم کر کے اور شکوک و شبہات کا ازالہ کر کے دینی عقائد کا اثبات کرے اور اس علم کا موضوع اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات ہیں۔

علم کلام کی اہمیت:

عباسی خلیفہ مہدی کے زمانے میں علم الکلام وجود میں آیا۔ جب یونان کے عقلی علوم کی مسلمانوں میں اشاعت ہوئی تو لوگ شرع اسلامی کو عقل کے میزان میں تولنے لگے اور علمی موشگافیوں نے راہ پائی۔ یہ لوگ مذہبی قیود کے بندھنوں سے آزاد ہو کر ہر چیز کو اپنی بحث و نظر کی آماجگاہ بناتے تھے۔ چنانچہ اسلامی عقائد کی فلسفیانہ تشریح و تعبیر اور فلاسفہ کے اعتراضات کا تسلی بخش جواب دینے کے لیے علم کلام معرضِ وجود میں آیا۔ علم کلام سے واقفیت رکھنے والے علماء متکلمین کہلاتے تھے۔

مسلم علماء اور متکلمین میں امام غزالی کا مقام سب سے بلند و ارفع ہے۔ انہوں نے اپنی مستند کتابوں "تہافتہ الفلاسفہ" "احیاء العلوم" "مقاصد الفلاسفہ" اور "الاقتصاد فی الاعتقاد" میں انہی موضوعات پر سیر حاصل اور فاضلانہ بحثیں کیں ہیں۔ مسلمان حکماء اور فلاسفہ کی تصانیف نے مشرق و مغرب کے افکار و نظریات کو متاثر کیا اور آج بھی ان کے نظریات عصرِ حاضر کے فلاسفہ اور حکماء کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔

مشہور مکاتبِ فکر:

اشاعرہ:

ابوالحسن الاشعری جو کہ علم الکلام کے بانی سمجھے جاتے ہیں، نے اشاعرہ مکتبِ فکر کی بنیاد رکھی۔ آپ 260 ہجری بمطابق 874 عیسوی کو پیدا ہوئے۔ اشاعرہ مکتبِ فکر ایک نظریاتی مکتبِ فکر ہے۔ اس مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے لوگ اس مکتب فکر کی تعلیمات اور نظریات پر عمل کرتے ہیں۔ اشاعرہ مکتب فکر کے نظریات، معتزلی مکتب فکر کے نظریات سے اختلاف رکھتے ہیں۔ یہ علم الکلام کے ابتدائی مکاتبِ فکر میں سے ایک ہے۔ آپ کی وفات 324 ہجری بمطابق 936 عیسوی کو ہوئی۔

ماتُریدیہ:

ماتریدیہ مکتبِ فکر کے بانی ابومنصور ماتریدی کو خیال کیا جاتا ہے جو کہ علم الکلام کے بڑے عالموں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ آپ کی تاریخ پیدائش کے بارے میں کوئی روایت موجود نہیں۔ ماتریدی مکتبِ فکر کے پیروکار زیادہ تر فقہ حنفی کو مانتے ہیں۔ ماتریدیہ اور اشاعرہ مکتبِ فکر کے نظریات میں زیادہ فرق نہیں ہے۔ ان دونوں مکاتبِ فکر کا اختلاف صرف چھ نظریات پر ہوتا ہے۔ آپ کی وفات 333 ہجری بمطابق 944 عیسوی کو ہوئی۔

معتزلہ:

معتزلی مکتبِ فکر کے بانی واصل بن عطاء اور عمرو بن عبید ہیں۔ یہ علم الکلام کا سب سے پہلا مکتبِ فکر خیال کیا جاتا ہے۔ اس کی بنیاد دوسری صدی ہجری میں رکھی گئی۔ اسے ایک مکتبِ فکر کے طور پر متعارف کروانے میں واصل بن عطاء المعتزلی نے بڑا کام کیا۔

مشہور مسلم متکلمین:

ابوالحسن الاشعری:

ابوالحسن الاشعری علم الکلام کے بانی تھے۔ انہوں نے مغربی علماء سے اکتساب کیا اور پھر انہی کے فلسفہ اور طرزِ استدلال کو ان کے خلاف اسلامی عقائد کے دفاع میں نہایت کامیابی سے استعمال کیا۔ وہ اشعری مکتبِ فکر کے بانی بھی تھے۔ تیسری صدی ہجری کے اخیر اور چوتھی صدی کے آغاز میں معتزلہ کا زور بڑی حد تک ٹوٹ چکا تھا۔ معتزلہ نے اعداءِ دین اور اہلِ بدعت کی تردید میں بڑی قابلِ قدر خدمات سرانجام دیں تھیں۔ جب ان کے رعب و دبدبہ کا طلسم ٹوٹ گیا تو اہلِ سنت کے علماء میں ایسے لوگوں کا وجود ازبس ضروری ہو گیا تھا جو یہ فریضہ سرانجام دیں۔ ان حالات میں اس اہم کام کے لیے امام اشعری آگے بڑھے۔ حمایتِ دین کے باعث امام اشعری کو بڑی قدر و منزلت سے دیکھا جانے لگا۔ انہوں نے بہت سی کتابیں لکھیں جن میں مقالات الاسلامیین، کتاب اللُّمع، کتاب الابانہ اور اصول الدنیا شامل ہیں۔

ابومنصور ماتریدی:

ابومنصور ماتریدی ایک مشہور مسلمان متکلم (ماہرِ علم الکلام) تھے۔ وہ ایران میں پیدا ہوئے۔ وہ اسلامی فقہ کے علماء کرام کے علمبرداروں میں سے ایک ہیں۔ ان کی دو تصنیفات ہیں جنہیں اس موضوع پر مستند سمجھا جاتا ہے۔ وہ اپنے دور کے علماء کرام میں ایک بلند مقام پر فائز تھے۔ انہوں نے ہی ماتریدیہ مکتبِ فکر کی بنیاد رکھی۔

نظام معتزلی:

ان کا نام ابواسحاق ابراہیم بن سیار بصری ہے، امام حافظ معتزلی کے استاد تھے۔ فرقہ معتزلہ کے مشہور امام سمجھے جاتے تھے۔ اپنی علمی استعداد کی بناء پر انہوں نے ایسے افکار و عقائد کو ایجاد کیا جو اسلام کے بالکل متصادم تھے۔ ان کے عقائد میں یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ ظلم و شر پہ قادر نہیں (العیاذ باللہ) اور انسان ظلم پر قادر ہے اور یہ بھی صراحت کی کہ اللہ تعالیٰ جہنم سے کسی کو خارج کرنے پر قدرت نہیں رکھتا۔ تقدیر کے بارے میں ان کا عقیدہ ٹھیک نہیں تھا حتیٰ کہ بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ براہمہ (ہندوؤں) کے دین پر تھے جو نبوت اور دوبارہ زندگی سے منکر ہیں لیکن انہوں نے یہ بات چھپا رکھی تھی۔ ان کی مشہور تصانیف کتاب ''الطفرۃ''، ''الجواھر والاعراض''، ''حرکات اہل الجنۃ''، ''الوعید''، ''النبوۃ'' وغیرہ ہیں۔ وہ نشہ کی حالت میں ایک کمرے سے نیچے گر کر معتصم باللہ یا واثق باللہ کے دورِ خلافت میں 227ھ میں فوت ہوئے۔ (سیر اعلام النبلاء 36/20)

3. سائنسی علوم:

تعریف اور اہمیت

سائنس (Science) کا لفظ لاطینی زبان کے لفظ سائنشیا (Scientia) سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں علم۔ انگریزی زبان میں سائنس سے مراد وہ علم ہے جو تجربات اور مشاہدات کے ذریعے حاصل کیا جائے۔

سائنس ایک وسیع علم ہے، اسے کسی خاص حد تک محدود رکھنا ممکن نہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ جیسے جیسے انسان کا علم بڑھتا جاتا ہے اور وہ نت نئے تجربات سے دوچار ہوتا رہتا ہے، ویسے ویسے سائنس کے حدود بھی وسیع ہوتے چلے جاتے ہیں۔ سائنسی علوم کی تعداد روز بروز بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ یہ علوم ذرات کے کیمیائی عمل سے دماغ کے عمل تک، ریاضی کے قوانین حرارت سے فصلوں کی معیشت تک، ستاروں کے معرضِ وجود میں آنے اور فنا ہونے سے پرندوں کی نقل مکانی تک، حساس خوردبین سے کہکشاؤں تک، تہذیبوں کے ارتقاء و زوال سے ذروں اور کائنات کے ارتقاء و فنا تک پھیلے ہوئے ہیں۔

سائنسی علوم کے اسلامی مآخذ

اسلام نہ صرف سائنس کی اہمیت و افادیت کو تسلیم کرتا ہے بلکہ سائنسی ترویج و ترقی کو منشائے الٰہی کی تکمیل قرار دیتا ہے۔ اسلام یہ بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق بنی نوع انسان کی سودمندی کی غرض سے کی ہے۔ الہامی کتب خصوصاً قرآن مجید کی

وساطت سے انسان کو یہ احساس دلایا گیا ہے کہ جتنی چیزیں زمین و آسمان میں ہیں ان سب کو انسان کے لیے مسخر کیا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ایک جگہ ارشاد ہے:

اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

(الجاثیہ:۱۲-۱۳)

ترجمہ: "وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس نے دریا کو تمہارے لیے مسخر کر دیا تاکہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں اور تاکہ تم روزی تلاش کرو اور شکر ادا کرو۔ اور جتنی چیزیں زمین و آسمان میں ہیں، ان سب کو تمہارے لیے مسخر بنایا، بے شک ان باتوں میں غور کرنے والوں کے لیے بہتریں دلائل ہیں۔"

قرآن مجید میں انسان کو بار بار کائنات اور اس کی اشیاء پر غور و فکر کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ مثلاً

۱۔ سورۃ النحل آیت ۴۴ میں فرمایا گیا ہے:

ترجمہ: "اور ہم نے تم پر قرآن مجید نازل کیا تاکہ جو کچھ لوگوں کو اس میں بتایا گیا ہے، تم اس کی وضاحت کر دو اور وہ غور و فکر سے کام لیں۔"

۲۔ سورۃ ص آیت نمبر ۲۹ میں فرمایا گیا ہے:

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

ترجمہ: "ہم نے یہ مبارک کتاب تم پر اس لیے نازل کی کہ لوگ اس کی آیتوں میں غور و فکر کریں اور جو لوگ اہل عقل ہیں، وہ اس سے نصیحت حاصل کریں۔"

۳۔ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ (البقرہ:۱۸۷)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے اس طرح تمہارے لیے نشانیاں بیان فرمائیں تاکہ ان سے عقل حاصل کر سکو اور انہیں سمجھ سکو۔"

۴۔ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

(آل عمران:۷)

ترجمہ: "اور جو لوگ علم میں پختہ ہوتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر یقین رکھتے ہیں، یہ سب کچھ ہمارے رب کی جانب سے ہے

اور وہی نصیحت قبول کرتے ہیں جو عقل رکھتے ہیں۔"

۵۔ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ۝ (الانعام:۶۵)

ترجمہ: "ذرا غور سے دیکھیے کہ ہم کس طرح اپنی نشانیوں کو واضح طور پر پیش کرتے ہیں، تاکہ وہ سب حقائق کو اچھی طرح سمجھ لیں۔"

۶۔ وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ۭ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

(الرعد:۳)

ترجمہ: "اور وہ اللہ تعالیٰ جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ اور نہریں بنائیں اور اس میں ہر قسم کے پھل پیدا کیے، جن کے جوڑے ہوتے ہیں، رات کی تاریکی سے دن کی روشنی کو چھپا دیا، غور و فکر کرنے والوں کے لیے ان باتوں میں صاف نشانیاں ہیں۔"

۷۔ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۣ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ

(الروم:۸)

ترجمہ: "کیا انہوں نے کبھی غور و فکر نہیں کیا اپنے دلوں میں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے، صرف ایک مقررہ مدت کے لیے ہی پیدا کیا ہے۔"

۸۔ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ (البقرہ:۲۶۶)

ترجمہ: "اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے سامنے واضح نشانیاں پیش کرتا رہتا ہے، تاکہ تم ان پر سوچ بچار کرو۔"

قرآن پاک میں تخلیق کائنات کو مختلف زاویوں سے دکھایا گیا ہے اور اس کا مقصد یہ بیان کیا گیا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ کائنات کی اشیاء پر غور و فکر کرتے ہوئے اپنے لیے آسائشیں مہیا کرے اور حکمتِ الٰہی کا عرفان حاصل کر کے، اس کا شکریہ ادا کرے۔ قرآن نے انسان کو دنیا میں رہ کر ترقی کی منازل طے کرنے کی راہ دکھائی ہے۔ مطالعہ قرآن مجید سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دین اسلام خود ایک سائنس ہے اور اس سائنس کی روح احکامات الٰہی ہیں، قرآن مجید مادی، روحانی اور سائنسی دنیا میں ایک مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کی ہدایت کے مطابق غور و فکر کرنے والے مسلمانوں نے عملی طور پر سائنسی دنیا میں کار

CS CamScanner

ہائے نمایاں انجام دیے ہیں۔

مندرجہ بالا آیات قرآنی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام اور سائنس میں کوئی تصادم نہیں بلکہ اسلام اور قرآن مجید خود موجودہ سائنس کے ماخذ ہیں۔

کچھ عرصہ پہلے یہ خیال عام تھا کہ سائنس کی ترقی صرف یورپی اقوام کی مرہون منت ہے۔ رفتہ رفتہ علمی حلقوں میں یہ حقیقت تسلیم کی گئی کہ غیر یورپی اقوام نے بھی سائنس کی ترقی میں اہم حصہ لیا ہے۔ مصر، جنوبی امریکہ، چین اور ہندوستان کی قدیم تہذیبوں سے سائنسی پہلو کو اب تسلیم کیا جانے لگا ہے۔ البتہ اسلام کے زیر سایہ عربوں نے قدیم سائنسی ورثے کو سیکھنے، اسے یورپ تک منتقل کرنے اور خود اس ورثے میں نئے اور اہم اضافہ کرنے کا جو تاریخی کارنامہ انجام دیا تھا۔ اس کی واقعی قدر و قیمت کو تسلیم کرنے میں تعصبات اور تنگ نظری حائل رہی ہے۔ اب پے در پے ایسے حقائق سامنے آئے ہیں کہ تنگ نظری کے باوجود تاریخی واقعات کو تسلیم کرنا پڑ رہا ہے اور علمی حلقے مسلمان عربوں کے اہم رول کا اعتراف کرنے لگے ہیں۔

مسلمانوں کی خدمات

سائنسی علوم میں مسلمانوں نے نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں۔ سائنس کی مختلف شاخوں میں مسلمان سائنسدانوں کی خدمات درج ذیل ہیں۔

معدنیات:

علم معدنیات سے مسلمانوں کی دلچسپی کا آغاز اس وقت ہوا جب ارسطو کی تصنیف ''معدنیات'' کو عربی زبان میں منتقل کیا گیا۔ سب سے پہلے مسلمان کیمیا دان جابر بن حیان نے ۸۱۳ء میں کیمان المعادن، کتاب الجواہر اور رسائل فی الحجر کے ناموں سے معدنیات کے موضوع پر تین کتابیں تصنیف کیں۔ حجریات یا معدنیات کے موضوع پر مسلمانوں نے پچاس سے زائد کتابیں تصنیف کی ہیں۔ عطارد بن محمد الکاتب نے اپنے گھر میں پتھروں کی مختلف اقسام جمع کر کے ان کی ماہیت اور خصوصیات پر تحقیق کی اور اپنے تجربات ایک تصنیف ''الجواہر والاحجار'' میں قلمبند کیے۔

مامون الرشید کے عہد خلافت میں ''بیت الحکمۃ'' کے ایک رکن ابوطیب سند بن علی نے اصلی اور نقلی دھاتوں میں تمیز کے لیے Specific Gravity معلوم کرنے کا طریقہ ایجاد کیا۔ ابو یوسف یعقوب کندی نے فولاد اور اسلحہ سازی پر کئی رسالے تصنیف کیے۔ ابوعثمان عمرو بن بحر الجاحظ بصری نے معدنیات پر مشتمل ایک کتاب تصنیف کی۔ ابوبکر رازی کی تصنیف ''کتاب الاسرار'' کو بھی ایک اہم مقام حاصل ہے۔ اس کے علاوہ بوعلی سینا، البیرونی، شرف الدین ابوبکر احمد بن یوسف، نصیر الدین طوسی، محمد ابن شاذان، محمد بن احمد التمیمی،

NOT FOR SALE

ابن مسکویہ، محمد ابن منصور الشیرازی، ابوالقاسم کاشانی، شیخ علی حزیں، امام احمد، یحیٰی بن محمد الغفاری کے نام لیے جاتے ہیں۔

مسلم سپین معدنی ذخائر کے لحاظ سے منفرد مقام رکھتا تھا۔ سپین کے معدنی ذخائر سے سونا، چاندی، ٹین، پارہ، لوہا، تانبا، سیسہ، پھٹکری وغیرہ نکالا جاتا تھا۔

نباتات:

نباتات پر مسلمانوں نے دوسری صدی ہجری میں توجہ دی۔ سب سے پہلے جابر بن حیان نے کتاب ''الحدود'' میں نباتات اور زراعت پر بحث کی ابتداء کی۔ اسی دور میں عبدالملک اصمعی نے کتاب ''النبات والاشجار'' تصنیف کی۔ ابو منصور موفق بن علی حروی عظیم محقق کی حیثیت سے مشہور ہیں۔ انہوں نے سالہا سال تک جڑی بوٹیوں کی تلاش میں دور دراز علاقوں کے سفر کیے اور وسیع تجربات اور تحقیقات کو جمع کیا۔ انہوں نے پانچ سو چوراسی دواؤں کا ذکر کیا ہے۔

بغداد کے ماہر امراض چشم علی بن عیسیٰ نے اپنی کتاب ''تذکرۃ الکحالین'' میں آنکھ کے علاج میں کام آنے والی ایک سو پینتالیس مفرد دواؤں اور جڑی بوٹیوں کے نام دیے ہیں۔ ان کے ہم عصر مشہور طبیب شیخ بوعلی سینا نے اپنی تصنیف ''القانون فی الطب'' کی دوسری کتاب میں آٹھ سو دواؤں کی تفصیل حروف تہجی کے اعتبار سے دی ہے۔ شیخ کے معاصر البیرونی نے اپنی تصنیف ''الصیدلۃ فی الطب'' میں عربی حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق سات سو بیس مقالات کے تحت مفرد دواؤں کی تفصیل بیان کی ہے۔

سپین کے اولین ماہروں میں نامور طبیب عریب بن سعد الکاتب القرطبی، ابن جلجل، محمد بن ابراہیم البصال، احمد بن محمد حجاج الاشبیلی، علی ابن اللونقہ، محمد بن مالک الطغنزی اور الحاج الغرناطی وغیرہ شامل ہیں۔

ابن باجہ اور ابوجعفر محمد الغافقی کا نام بھی اپنے کارناموں کی وجہ سے مشہور ہے۔ رشید الدین الصوری اور ابن البیطار نے کئی کتابیں تحریر کی ہیں۔ ابن البیطار کی کتاب ''جامع المفردات الادویہ'' مرتب کی۔ ان کی یہ کتاب پانچ سو سال تک یورپ میں نباتات کے موضوع پر مستند کتاب بنی رہی۔

حیوانات:

سائنس کی دوسری شاخوں کی طرح مسلمانوں نے علم حیوانات کے شعبے میں درخشاں کارنامے انجام دیے ہیں۔ جن کی تاریخ صحرائے عرب سے شروع ہوتی ہے۔ حیوان شناسی میں عرب یونانیوں کی بجائے اپنے ماحول کے مرہون منت ہیں۔ جس نے ان پر اونٹ، گھوڑے اور بکری کی اہمیت واضح کر دی تھی۔ وہ عرب ہی تھے جنہوں نے سب سے پہلے اونٹ کو انسان سے مانوس کر کے

NOT FOR SALE

اسے باربرداری کے لیے استعمال کیا۔ جوان کی حیوان شناسی کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

ابوعبیدہ معمر بن مثنیٰ (۷۲۸ء تا ۸۲۳ء) نے حیوانات کے موضوع پر ایک سو کتابیں تحریر کی ہیں۔ ابتدائی دور میں ماہر حیوان شناس عبدالملک اصمعی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ جو اپنے زمانے کے بہت بڑے ماہر حیاتیات گذرے ہیں۔ انہوں نے حیوانات کے موضوع پر کئی کتابیں لکھی ہیں جن میں "کتاب الخیل"، "کتاب الابل" اور "کتاب الوحوش" قابل ذکر ہیں۔ عرب ماہرین حیاتیات میں جاحظ (لتوفی ۸۶۸ء) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کی تصنیف "کتاب الحیوان" معروف ہے۔ جس میں اگرچہ یونانی اثر ہے مگر بنیادی طور پر وہ ایک عربی تصنیف ہے۔ اخوان الصفا نے اپنے رسائل میں حیوانات کی درجہ بندی کر کے اس علم کو آگے بڑھایا۔ مفکرین اسلام میں کندی نے حیوانات کے موضوع پر کئی رسالے تصنیف کیے ہیں۔ ان کے بعد فارابی نے علم حیاتیات کو طبعیات میں شمار کر کے اس کی سائنسی اہمیت اجاگر کی۔ ابن سینا نے حیوانوں کی نفسیات پر بڑی اچھی بحث کی ہے۔ ان کے معاصر ابن مسکویہ نے ارتقاء کا نظریہ پیش کر کے حیوانات کو مختلف درجوں میں تقسیم کیا ہے۔ سپین کے ابن باجہ نے اس موضوع پر قلم اٹھایا۔ ان کے بعد ابن رشد نے ارسطو کی دو کتابوں کی شرح لکھی۔ ابوالقاسم المجریطی نے بھی "نسل الحیوان" کے عنوان سے ایک کتاب تحریر کی ہے۔ حیوانات کے موضوع پر ادیبوں، سیاحوں اور ملاحوں نے بھی معلومات فراہم کی ہیں۔ مشہور ادیب ابن قتیبہ الدینوری اور معروف جہازراں بزرگ بن شہریار شامل ہیں۔ شرف الزماں الطاہر المروزی، زکریا ابن محمد القزوینی بھی مشہور ماہر حیوانات ہیں۔ مشہور جغرافیہ دان اور مورخ شمس الدین الدمشقی، نورالدین محمد عوفی اور حمد اللہ مستوفی القزوینی نے بھی اس موضوع پر کتابیں لکھی ہیں۔ ان کے علاوہ محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ بن علی الدمیری اور محمد بن عبدالکریم الصاوی نے بھی حیوانات کے موضوع پر طبع آزمائی کی ہے۔ مسلمان حکمرانوں نے شکار کے فن کو ایک مکمل ادارے کی حیثیت دی۔ مغل بادشاہوں میں بانی سلطنت ظہیرالدین بابر (التوفی ۱۵۳۰ء) کی خودنوشت سوانح تزک بابری حیوانات کے موضوع پر بہت اہم ہے۔ اس میں پرندوں، جانوروں اور آبی جانوروں کے متعلق دلچسپ اور کارآمد باتیں ہیں۔ برصغیر میں مسلمانوں نے ہاتھیوں کو سدھانے پر خاص توجہ دی ہے۔ جس کے لیے مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کے ہاتھی "مولا بخش" کی مثال کافی ہے۔ اسلام نے وحشی انسانوں کے ساتھ ساتھ وحشی درندوں کو بھی مہذب بنایا ہے۔ پہلے وحشی انسان مہذب ہوئے۔ تب انہوں نے درندوں کو تہذیب سے آراستہ کیا۔ خلیفہ المقتدر عباسی کے عہد (۹۵۸ء) میں فوج کے ایک دستے کی پریڈ کے ساتھ ساتھ ایک سو شیر بھی مارچ کرتے تھے۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے مقالہ نگار لکھتے ہیں "تقریباً ایک ہزار سال تک سائنس یورپ میں خوابیدہ تھی۔ عرب جنہوں نے نویں صدی عیسوی تک اپنا دائرہ چین تک وسیع کیا تھا۔ سائنس کے محافظ بن گئے اور دوسرے علوم کی طرح حیاتیات پر بھی انہیں غلبہ تھا"

مسلم ماہرین کو جو چیز یونانیوں سے ممتاز کرتی ہے وہ ان کا براہ راست مطالعہ اور مشاہدہ ہے یونانی مفکرین افکار ونظریات کے بادشاہ تھے۔ مگر عملی دنیا سے انہیں سروکار نہ تھا۔

علم طبیعیات:

علم طبیعیات میں مسلمانوں نے نمایاں حصہ لیا۔ اس میدان میں بہت بڑے بڑے مسلمان سائنسدان گزرے ہیں، ان میں الکندی، جاحظ، ابوریحان البیرونی اور عبدالرحمٰن بن نصیر شامل ہیں۔ یہ تمام اشخاص اپنے اپنے دور میں علم طبیعیات کے بہت بڑے عالم مانے جاتے تھے۔ مثلاً یعقوب بن اسحاق الکندی ایک جامع الکمالات انسان تھے۔ جنہوں نے علم طبیعیات پر بہت سی تصانیف چھوڑی ہیں۔ جن میں سے پندرہ علم مناظرہ پر ہیں۔ بہت سی کتابیں وزن مخصوص، مدوجزر اور علم البصر پر ہیں۔ مشہور مسلمان عالم طبیعیات ابوریحان البیرونی نے علم طبیعیات میں متعدد تصانیف چھوڑی ہیں۔ انہوں نے سب سے پہلے زمین کا قطر معلوم کیا۔ ان کے معلوم کردہ قطر اور موجودہ دور میں جدید آلات کی مدد سے معلوم کردہ قطر میں صرف 79 کلومیٹر کا فرق ہوسکا ہے۔

علم کیمیا:

یہ وہ علم ہے جس سے مختلف عناصر کو کیمیاوی طریقہ سے ملا کر نئے مرکبات بنائے جاتے ہیں۔ کیمیا میں تجربے کا آغاز سب سے پہلے مسلمانوں نے ہی کیا۔ مسلمانوں نے وہ نئے مرکبات متعارف کروائے جن سے یونانی ناواقف تھے۔ ان مرکبات میں گندھک کا تیزاب، شورے کا تیزاب اور ماء الملوک وغیرہ شامل ہیں۔ جابر بن حیان کو علم کیمیا کا جدِ امجد خیال کیا جاتا ہے۔ اس نے بہت سے مفید کیمیاوی نسخے تیار کیے۔ 100 سو سے زیادہ تصانیف چھوڑیں۔ مسلمانوں نے طب میں کیمیا کا استعمال کیا ہے اور کم وبیش تمام مسلمان کیمیادان طبیب بھی تھے۔ انہوں نے برف بنانے کا طریقہ بہت پہلے معلوم کر لیا تھا۔ انہوں نے روئی سے بنایا ہوا ستا کاغذ یورپ پہنچایا نیز عربوں نے ہی ہمیں بارودسازی کی صنعت سکھائی۔ اگر ہماری معیشت پر عرب تہذیب کی یہ یادگاریں نہ ہوتیں تو ہماری ترقی اس سطح اور درجہ تک نہ پہنچتی۔

علم ریاضی:

موجودہ صدی میں سائنسی علوم میں بے پناہ تحقیق ہوئی ہے۔ تحقیق وترقی کی اس دوڑ میں ریاضی دان بھی دیگر سائنس دانوں اور دانش مندوں کے شانہ بشانہ کام کرتے رہے ہیں۔ بلکہ بلاخوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ ماضی قریب میں سائنسی ترقی کا انحصار بہت حد تک ریاضی پر ہے۔

علم ریاضی عربوں کا مخصوص اور مقبول مضمون رہا ہے۔ کندی کا شمار اگرچہ حکمائے اسلام میں ہوتا ہے لیکن اسے علوم ریاضی میں بھی مہارت حاصل تھی۔ علم ریاضی کی ایک اہم شاخ الجبرا کو بھی ایک عرب ریاضی دان محمد بن موسیٰ الخوارزمی نے ایجاد کیا۔

علمِ طب:

علمِ طب میں بھی مسلمانوں نے بہت سے کارہائے نمایاں سرانجام دیے ہیں۔ ماضی میں علمِ طب میں بہت سے مسلمان ماہرین گزرے ہیں جن میں ابوالقاسم ابن العباس الزہراوی ہے۔ زہراوی دنیائے اسلام کے سب سے بڑے سرجن گزرے ہیں۔ ان کی تصنیف ''التصریف'' جس میں آلات جراحی کے نقشے بھی دیے ہوئے ہیں، یورپ میں بہت مقبول ہوئی۔ ہسپتال کا رواج سب سے پہلے مسلمانوں میں ہوا۔

کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں نے طب یونان سے لی تھی۔ لیکن یہ بات سو فیصد درست نہیں ہے۔ مسلمانوں نے یونانی کتب کے ترجموں سے استفادہ ضرور کیا لیکن ان علوم میں مسلمانوں نے نئی روح ڈالی۔ اس فن کو آگے چلایا۔ پہلے سے موجود غلطیوں کی اصلاح کی اور طب اور سائنس کو جو اس سے پہلے محض نظریات تک محدود تھی اور اس کے صحیح یا غلط ہونے کے یکساں امکانات تھے تجربات سے کھرے اور کھوٹے کو الگ کیا اور صحیح نظریات کو واضح کیا چنانچہ موجودہ طب مسلمانوں کی طب کی بنیاد پر قائم ہے۔

علمِ فلکیات:

علمِ فلکیات اسلامی علوم کا ایک بنیادی علم ہے۔ اس علم میں بھی مسلمانوں نے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے ہندی اور یونانی علوم سے استفادہ کیا۔ ان کی کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا۔ مختلف ہندی اور یونانی مفکرین کے نظریات کا مطالعہ کیا اور تحقیقات کے شعبے میں غلط نظریات کی نفی کی اور حقیقی علم جس کے پس منظر میں تجربہ کارفرما تھا باقی رکھا۔ یہ علم تجربات سے حاصل ہونے والی ان معلومات کا ماحصل ہے جو بذریعہ حساب یا رصدگاہوں کے آلات کی مدد سے شب و روز کے تعین کے لیے ضروری ہے۔ مسلمانوں نے اس اعتبار سے بطورِ خاص اس علم کا مطالعہ کیا کہ ان کو شب و روز میں پانچ وقت نماز ادا کرنی پڑتی تھی۔ وسط ایشیاء سے لے کر بحیرہ روم تک دمشق، ثمرقند، قاہرہ، فارس اور قرطبہ تک ماہرین ہیئت کا جال پھیلا ہوا تھا۔ بغداد کے علاوہ قاہرہ اور اندلس میں بھی علم ہیئت کے مدارس قائم تھے۔ بغداد اور دمشق کی رصدگاہوں میں جو مشاہدات ہوئے انہیں کتابی شکل میں بھی مرتب کیا گیا۔ ان رصدگاہوں نے جو تحقیقات کی گئیں وہ انتہائی طور پر درست تھیں۔

غزنی بھی بیشتر علمی سرگرمیوں کا مرکز رہا۔ مصر میں فاطمی خلفاء کے عہدِ حکومت میں علم فلکیات کے مطالعے میں خاصا اضافہ ہوا۔ مختلف خلفاء نے اس پر خصوصی توجہ دی اور سرکاری خزانے کی ایک خطیر رقم رصدگاہ کے لیے مختص کی۔

سلجوقی سلاطین نے اپنے ہاں متعدد ہیئت دان جمع کیے اور ان کے مشاہدات کے لیے ملک شاہ سلجوقی نے نیشا پور میں ایک

رصدگاہ قائم کی۔ ان میں شمسی سال کی لمبائی کا صحیح تخمینہ لگایا گیا۔ اسی رصدگاہ میں الخازن نے اپنی قابل قدر جداول مرتب کی۔ اسی طرح ایلخانی خاندان نے بھی ایک عظیم رصدگاہ قائم کی جس میں منتخب ہیئت دان کام کرتے تھے۔

زراعت و باغبانی:

قرونِ وسطیٰ میں ہی عرب زراعت کے اصولوں سے واقف تھے۔ اندلس اور سسلی کے لوگوں نے کپاس، خوبانی، ناشپاتی، چاول، تربوز اور بینگن کو بحیرہ عرب کے قرب و جوار کے علاقے میں رواج دیا۔ زراعت میں مسلمانوں نے سینکڑوں کتابیں بھی لکھیں۔ عربی زبان زراعتی اصطلاحات سے مالا مال ہے۔

باغبانی اور کاشتکاری مسلم اسپین میں انتہائی عروج پر پہنچ چکی تھی۔ علم نباتات کی تعلیم کے لیے قرطبہ، بغداد اور قاہرہ میں باقاعدہ نباتاتی باغ لگائے گئے تھے جن میں ہر قسم کے تجربے کیے جاتے تھے۔

مسلمانوں نے علم نباتات میں خدمات سرانجام دی ہیں۔ اس میں انہوں نے مندرجہ ذیل پہلوؤں پر خاصی روشنی ڈالی ہے۔

- زرعی اراضی کی اقسام
- زراعت کے لیے زمین کا انتخاب
- کھاد کا استعمال اور فوائد
- زراعت میں استعمال ہونے والے آلات
- پھلدار درختوں کی شجرکاری اور پیوندکاری
- پھولوں کی مختلف اقسام، خوشبودار پھول جن سے عطر وغیرہ کشید کیا جاتا ہے۔
- ایسے درخت دریافت کیے جن سے مختلف قسم کی گوند حاصل کی جاتی ہے۔
- نباتات کے اصلی وطن ان کے اگنے کے لیے زمین کی نوعیت اور مختلف علاقوں کی مختلف ترکاریوں اور پودوں کے بارے میں معلومات

عرب اس بات سے بھی آگاہ تھے کہ کس طرح فصلوں کو بدل بدل کر کاشت کرنا چاہیے۔ اندلس میں بعض ماہرین کے پاس نباتاتی باغات اور آزمائشی کھیت ہوا کرتے تھے جہاں وہ ہر وقت مختلف پودوں وغیرہ پر تحقیقات کرتے تھے۔ اس کے علاوہ باہر سے لائے گئے پودوں پر بھی تحقیقات کی جاتی تھیں تاکہ ان کے لیے موزوں موسم اور زمین کا پتہ چلایا جا سکے۔

زراعت میں مسلمانوں کی کتابیں ان کے ذاتی مشاہدات پر مبنی تھیں۔ اس وقت دنیا کی مختلف لائبریریوں میں مسلمانوں کی

جو کتابیں اس موضوع پر ملتی ہیں وہ زراعت کی تمام شاخوں پر مشتمل ہیں۔ اور وہ نصابی کتب کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان کتابوں کے مصنفین اپنے زمانے کے زراعت کے ماہرین تھے۔ اس طرح ان کی کتابوں کی تاریخی اعتبار سے بھی ایک اہم حیثیت ہے۔ تصنیف و تالیف کے بڑے بڑے مراکز قرطبہ، طلیطلہ، اشبیلیہ اور غرناطہ تھے۔

فن تعمیر:

فن تعمیر کسی قوم یا ملک کا صحیح عکس ہوتا ہے۔ اسلامی عمارتوں میں سادگی کے ساتھ ساتھ دلکشی اور دل فریبی ہر قدم نمایاں ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو آپ نے یہاں مسجد اور مکان تعمیر کیے۔ بیک وقت مذہبی اور دفتری دونوں قسم کے طرز تعمیر کی بنیاد اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھی۔

مسلمان معماروں نے اپنی تعمیرات میں بہت جلد کمال کی فنی حیثیت کا اندازہ کر لیا جو آگے چل کر مسلمانوں کے فن تعمیر کا ایک حصہ بن گئی۔ مسلمانوں کے فن تعمیر کا ہر ایک نمونہ ظاہر کرتا ہے کہ اس میں تعمیر کے ساتھ زیب و زینت پر بھی زور دیا گیا ہے۔ خصوصاً مسجد کے اندرونی حصہ کی زیب و زینت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

فلسفہ:

ایک مشہور فرانسیسی مورخ لکھتے ہیں کہ "قرون متوسطہ میں یورپ کے مدارس فلسفہ کے جن کتابوں کا درس دیا کرتے تھے وہ سب فلاسفہ عرب کی تالیفات سے خوشہ چین ہو کر تالیف ہوتی تھیں"۔ مسلمان یونانی فلسفیوں کی کتابوں سے مامون الرشید کے عہد میں آشنا ہوئے جب خلیفہ نے قیصر روم سے یونانیوں کی کتابیں منگوائیں اور ان کا ترجمہ عربی میں کرایا۔ ان ترجموں پر نظر ثانی کا کام جس شخص کو تفویض کیا گیا وہ ابو یوسف یعقوب بن اسحاق الکندی تھے۔ کندی پہلے شخص تھے جنہوں نے "فلسفی" کا لقب پایا۔ کندی نے فلسفے پر بیس کتابیں لکھیں۔ جن میں کم و بیش پندرہ کتابیں محفوظ ہیں۔ کندی نے فلسفہ کے علاوہ طب، ریاضی، موسیقی، طبیعیات، مرئیات، فلکیات، موسمیات، نفسیات، جدلیات اور دوسرے موضوع پر کتابیں لکھیں۔

فارابی کو فلسفہ، طب، ریاضی، موسیقی، طبیعیات، سیاسیات اور فلکیات سے شغف تھا ان علوم میں ان کو دسترس حاصل تھی۔ وہ دنیا کی ستر زبانوں کے ماہر تھے۔ فارابی نے ۱۱۴ کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ان میں تقریباً پچاس کا تعلق فلسفہ اور منطق سے ہے۔ فارابی نے فلسفہ یونان کو اسلام سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی یہ کام ان سے پہلے کندی نے شروع کیا تھا۔ فارابی کے بعد مشرق کے مسلمانوں میں سب سے بڑے فلسفی ابن سینا ہیں۔ ابن سینا کے افکار نے یورپ کو بہت متاثر کیا ہے۔ ان کی کتاب "الشفاء" کا ترجمہ بارہویں صدی میں لاطینی میں کیا گیا۔ جس شخص نے مشرق میں فلسفہ یونان کی ساری عمارت زمین بوس کر کے رکھ دی اس کا نام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی تھا۔ جو آگے چل کر حجۃ الاسلام امام غزالی کہلائے۔ امام غزالی کی تصنیفات میں سب سے اہم کتاب "احیاء علوم الدین" ہے جو چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ فقہ، منطق، کلام اور تصوف و اخلاق کے موضوعات پر انہوں نے اسّی سے زائد کتابیں تصنیف کی ہیں۔ امام غزالی کے بعد مسلمانوں میں چوٹی کے سائنسدان پیدا ہوئے۔ جن میں الادریسی، نصیر الدین طوسی، قطب الدین الشیرازی، کمال الدین فارسی، ابن النفیس، ابن شاطر، جمشید کاشی، قاضی زادہ رومی وغیرہ قابل ذکر ہیں جنہوں نے فلسفہ کو دوبارہ زندگی بخشی ان میں ابن باجہ، ابن رشد اور ابن طفیل شامل ہیں۔ سپین میں مسلم فلسفے کا آغاز ابو بکر محمد ابن یحیٰ المعروف بہ ابن الصائغ ابن باجہ سے ہوا۔ ابن طفیل غرناطہ کے شمال میں چالیس میل دور وادی آش میں پیدا ہوئے۔ ابن طفیل فلسفہ، طب، ریاضی اور فلکیات کے ماہر تھے۔ ابن رشد ۱۱۲۶ء میں قرطبہ میں پیدا ہوئے۔ وہ مختلف علوم میں مہارت رکھتے تھے۔ ابن رشد نے ارسطو کے شارح کی حیثیت سے بہت شہرت پائی۔ ابن رشد کی فلسفیانہ تحریروں میں "فصل المقال فیما بین الحکمۃ والشریعۃ من الاتصال" اہم کتابیں ہیں۔

تاریخ نگاری:

قرآن مجید میں پچھلی امتوں کا تذکرہ بار بار آیا ہے۔ اس لیے کہ مسلمانوں کے لیے ان قوموں کے حالات سے واقف ہونا ضروری تھا۔ چنانچہ قرآنی واقعات کی تحقیق کا جذبہ ہی مسلم تاریخ نگاری کے لیے اولین محرک ثابت ہوا علاوہ ازیں خود سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مغازی نے بھی اس تاریخ کی ترقی میں اہم رول ادا کیا۔ حدیث، تاریخ اور سیرت نگاری میں مسلمانوں کا سب سے عظیم کارنامہ فن اسماء الرجال ہے یہ وہ فن ہے جس میں احادیث و سنن کی صحت معلوم کرنے کے لیے راویوں کی جانچ پرکھ ہوتی ہے۔ قرآن مجید کے بعد اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شریعت کا دوسرا اہم ماخذ ہے۔ اس لیے محدثین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی احادیث میں صحیح اور غلط کے درمیان تمیز کرنے کے لیے یا دوسرے لفظوں میں احادیث کی صحت و سقم جاننے کے لیے راویوں کے حالات معلوم کرنے کا فن ایجاد کیا جو فن اسماء الرجال کے نام سے مشہور ہوا اس فن کا فائدہ یہ ہوا کہ ایسے تقریباً بارہ ہزار افراد کے حالات تاریخ میں محفوظ ہو گئے۔ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کرنے کا شرف حاصل کیا تھا۔ ان کے علاوہ تابعین اور تبع تابعین میں سے ہزاروں راویوں اور پھر ان سے روایات کرنے والوں کے حالات بھی اس فن کی بدولت تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں۔ ایک اندازہ کے مطابق فن اسماء الرجال سے جن لوگوں کے حالات محفوظ ہو گئے ہیں ان کی تعداد پانچ لاکھ ہے۔ دنیا میں کوئی قوم ایسی نہ گذری اور نہ باقی ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال جیسا فن ایجاد کیا ہو۔ اس فن کا نتیجہ یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کا ایک ایک لمحہ تاریخ کی روشنی میں محفوظ ہو گیا۔

★ مذہبی تعصب:

بعض نام نہاد علماء نے یہ تاثر دیا کہ سائنسی علوم غیر اسلامی ہیں اس لیے ان کا حاصل کرنا گناہ ہے۔ اسی تصور کی بنا پر آنے والی نسلیں سائنسی علوم سے دور ہوتی چلی گئیں۔ حالانکہ اسلام اور سائنس آپس میں متصادم نہیں ہیں، اسلام نہ صرف سائنسی علوم کی حوصلہ افزائی کرتا ہے بلکہ اس میدان میں آگے بڑھنے اور غور و فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

مشق

سوال 1: درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جواب دیں

الف۔ سائنسی علوم کی ترقی میں مسلمانوں کی خدمات پر مفصل نوٹ تحریر کریں۔

ب۔ سائنسی علوم کے اسلامی ماخذ کون سے ہیں؟ قرآنی آیات کی روشنی میں بیان کریں۔

ج۔ مسلمانوں نے علم کے ہر میدان میں دنیا کی رہنمائی کی۔ بحث کریں۔

د۔ عہدِ حاضر میں سائنس میں مسلمانوں کی پسماندگی کے کیا اسباب ہیں؟

ہ۔ مشہور مسلمان سائنسدان جابر بن حیان نے جدید سائنس کی بنیاد رکھی۔ اس بیان کی صداقت کا جائزہ لیں۔

سوال 2: درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

الف۔ علمِ فلسفہ سے کیا مراد ہے؟

ب۔ علمِ طبیعیات اور ریاضی میں کن مسلمانوں نے نمایاں کردار ادا کیا؟

ج۔ "سیاستِ مدینہ" کس کی تصنیف ہے؟

د۔ بوعلی سینا نے کن کن علوم میں کمال حاصل کیا؟

ہ۔ جابر بن حیان کی کیمیائی ایجادات کے نام تحریر کریں؟

و۔ ابنِ الہیثم کی کتابوں کے نام لکھیں؟

ز۔ ابو منصور ماتریدی کن علوم کے ماہر تھے؟

ح۔ اشاعرہ مکتبِ فکر کی بنیاد کس نے رکھی؟

ط۔ معتزلہ مکتبِ فکر کے کوئی سے دو علماء کے نام لکھیں۔

سوال 3: درج ذیل سوالات کے مناسب ترین جواب کا انتخاب کریں۔

الف۔ یعقوب الکندی نے تقریباً کتنی کتابیں لکھیں؟

i۔282 ii۔382 iii۔482 iv۔582

ب۔ "الحکمة المتعالية فی الاسفار الاربعة العغلية" کس کی کتاب ہے؟

i۔الفارابی ii۔بوعلی سینا iii۔الکندی iv۔صدرا شیرازی

ج۔ الکندی، جاحظ، بنوموسیٰ، البیرونی اور الرازی نے کس علم میں نمایاں کردار ادا کیا؟

i۔کیمیاء ii۔ریاضی iii۔طبیعات iv۔طب

د۔ ابو منصور ماتریدی کہاں پیدا ہوئے؟

i۔ایران ii۔بخارا iii۔مصر iv۔عرب

ہ۔ بوعلی سینا نے کتنے سال کی عمر میں ابنِ منصور کا علاج کیا۔

i۔17 ii۔18 iii۔19 iv۔20

و۔ جابر بن حیان نے کتنی کتابیں لکھیں؟

i۔100 ii۔150 iii۔200 iv۔50

ز۔ عملِ جراحت پر کتاب "التصریف" کس نے لکھی ہے؟

i۔بوعلی سینا ii۔الزہراوی iii۔الفارابی iv۔ابن الہیثم

ح۔ مسلمانوں کے تیار کردہ کس چیز کے برتن چینی کے برتنوں پر سبقت لے گئے

i۔کانسی ii۔مٹی iii۔چاندی iv۔پتھر

سرگرمی

معلم/معلمہ، طلباء/طالبات کو جوڑوں میں تقسیم کر کے عصرِ حاضر میں سائنس میں مسلمانوں کی پستی کے اسباب معلوم کروائیں۔

CS CamScanner